

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام شیعوں کے ساتویں امام، کاظم اور باب الحوائج

<?xml encoding="UTF-8">



موسیٰ بن جعفر (128-183 ھ) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے نام سے مشہور، شیعوں کے ساتویں امام ہیں۔ آپ کے مشہور لقب کاظم اور باب الحوائج ہیں۔

آپ 128 ھ میں ابو مسلم خراسانی کا بنی امیہ کے خلاف قیام کے دوران پیدا ہوئے۔ اور 148 ھ میں اپنے والد امام جعفر صادق کی شہادت کے بعد منصب امامت پر فائز ہوئے۔ آپ کی 35 سالہ امامت کے دوران بنی عباس کے خلفاء منصور دوانقی، ہادی، مہدی اور ہارون رشید بر سر اقتدار رہے۔ منصور دوانقی اور مہدی عباسی کے دور خلافت میں آپ نے کئی مرتبہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور آخر کار 183 ھ کو سندی بن شاہک کے زندان میں جام شہادت نوش کیا اور منصب امامت آپ کے فرزند امام رضا علیہ السلام کی طرف منتقل ہو گیا۔ آپ کی زندگی بنی عباس کے عروج کے زمانے میں گزری ہے۔ اس بنا پر آپ تقیہ سے کام لیتے تھے اور اپنے پیروکاروں کو بھی تقیہ کرنے کی سفارش کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کی زندگی میں بنی عباس کے حکمرانوں اور ان کے مقابلے میں چلائی جانے والی علوی تحریکوں جیسے قیام شہید فخر وغیرہ کے بارے میں کوئی صریح رد عمل دیکھنے کو نہیں ملتا۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود آپ بنی عباس اور دیگر افراد کے ساتھ ہونے والے مناظرات اور علمی بحث و مباحثوں میں بنی عباس کی خلافت کو غیر قانونی قرار دیتے تھے۔ اسی طرح عیسائی اور یہودی علماء کے ساتھ بھی آپ کے مختلف مناظرات اور علمی گفتگو تاریخی اور حدیثی منابع میں ذکر ہوئے ہیں۔ دوسرے ادیان و مذاہب کے علماء کے ساتھ آپ کے مناظرات مدمقابل کے پوچھے گئے سوالات اور اعتراضات کے جواب پر مشتمل ہوا کرتے تھے۔ مسند الامام الکاظم میں آپ سے منقول 3000 ہزار سے زائد احادیث جمع کی گئی ہیں جن میں سے بعض احادیث کو اصحاب اجماع میں سے بعض نے نقل کیا ہے۔

امام کاظمؑ نے نظام وکالت کی تشکیل اور اسے مختلف علاقوں میں وسعت دینے کیلئے مختلف افراد کو وکیل کے عنوان سے ان علاقوں میں مقرر کیا تھا۔ دوسری طرف سے آپؑ کی زندگی شیعہ مذہب میں مختلف گروہوں کے ظہور کے ساتھ ہم زمان تھی اور اسماعیلیہ، فطحیہ اور ناووسیہ جیسے فرقے آپؑ کی حیات مبارکہ ہی میں وجود میں آگئے تھے جبکہ واقفیہ نامی فرقہ آپؑ کی شہادت کے بعد وجود میں آیا۔

شیعہ و سنی منابع آپؑ کے علم، عبادت، بردباری اور سخاوت کی تعریف و تمجید کے ساتھ ساتھ آپؑ کو کاظم اور عبد صالح کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ بزرگان اہل سنت ایک دین شناس ہونے کے عنوان سے آپؑ کا احترام کرتے تھے اور شیعوں کی طرح آپؑ کی زیارت کیلئے جایا کرتے تھے۔ آپؑ کا مزار آپؑ کے پوتے امام محمد تقی علیہ السلام کے ساتھ عراق کے شہر کاظمین میں واقع ہے جو اس وقت حرم کاظمین کے نام سے مسلمانوں، خاص کر شیعوں کی زیارت گاہ ہے۔

سوانح حیات

امام موسیٰ کاظمؑ نے سنہ 127 ہجری کے ذی الحجہ میں [1] یا 7 صفر سنہ 128 ہجری [2] کو مکہ و مدینہ کے درمیان ابواء نامی مقام پر اس وقت دنیا میں قدم رکھا جب حضرت امام جعفر صادقؑ اپنی زوجہ حمیدہ خاتون کے ہمراہ حج سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ [3] تاہم بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ آپؑ 129ھ کو مدینہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ [4] ایران کے سرکاری کیلنڈر میں ساتویں امام کی ولادت 20 ذی الحجہ درج ہوئی ہے۔ [5] بعض مآخذ میں امام کاظمؑ سے امام صادقؑ کی شدید محبت کا ذکر آیا ہے۔ [6] احمد برقی کی روایت کے مطابق امام کاظمؑ کی ولادت کے بعد امام صادقؑ نے تین دن تک لوگوں کو کھانا کھلایا۔ [7]

تفصیلی مضمون: امام کاظم کے القاب اور کنیتیں

امام موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب کا نسب چار واسطوں سے امام علیؑ تک پہنچتا ہے۔ آپؑ کے والد شیعوں کے چھٹے امام حضرت جعفر صادقؑ اور مادر گرامی حمیدہ خاتون ہیں۔ [8] آپؑ کی کنیت ابو ابراہیم، ابو الحسن ماضی اور ابو علی ذکر ہوئی ہیں۔ غصے کو پی جانے کی بنا پر کاظم [9] اور کثرتِ عبادت کی وجہ سے عبد صالح کا لقب دیا گیا۔ [10] باب الحوائج نیز آپؑ کے القاب میں سے ہے۔ [11] اور مدینے کے لوگ انہیں زین المجتہدین کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ [12]

موسیٰ بن جعفرؑ کی ولادت امویوں سے عباسیوں کی طرف حکومت کے منتقلی کے دور میں ہوئی۔ آپؑ کے چار سال کی عمر میں پہلا عباسی خلیفہ مسند حکومت پر بیٹھا۔ منابع تاریخی میں امام کاظم کی زندگی کے امامت سے پہلے دور کے متعلق کوئی معلومات ذکر نہیں ہے البتہ بچپن میں ابو حنیفہ [13] اور دوسرے ادیان کے علما سے مدینہ میں ہونے والی چند گفتگو مذکور ہیں۔ [14]

مناقب کی روایت کے مطابق ایک مرتبہ امام ایک اجنبی شخص کی حیثیت سے شام کے ایک دیہات میں وارد ہوئے تو ایک راہب سے گفتگو ہوئی جس کے نتیجے میں راہب، اس کی بیوی اور اس کے ساتھی بھی مسلمان ہوئے۔ [15] اسی طرح حج اور عمرے کے بارے میں کچھ روایات مذکور ہیں۔ [16] چند مرتبہ خلفائے عباسی کی طرف سے امام بغداد میں احضار ہوئے۔ اس کے علاوہ امام ساری زندگی مدینہ میں رہے۔

ازواج اور اولاد

تفصیلی مضمون: امام موسیٰ کاظم کی اولاد

آپؑ کی ازواج کی تعداد واضح نہیں ہے لیکن منقول ہے کہ ان میں سب سے پہلی خاتون امام رضاؑ کی والدہ نجمہ خاتون ہیں۔ [17] آپؑ کی اولاد کی تعداد کے بارے میں تاریخی روایات مختلف ہیں۔ شیخ مفید کا کہنا ہے کہ

امام کاظمؑ کی 37 اولاد ہیں جن میں 18 بیٹے اور 19 بیٹیاں شامل ہیں: [18] امام رضاؑ، ابراہیم، شاہچراغ، حمزہ، اسحاق بیٹوں میں سے ہیں جبکہ فاطمہ معصومہ و حکیمہ آپ کی بیٹیوں میں سے ہیں۔ [19] امام کاظمؑ کی نسل موسوی سادات سے مشہور ہیں۔ [20]

عرصہ امامت

امام کاظمؑ کے والد ماجد امام صادقؑ کی شہادت کے بعد سنہ 148 ہجری میں 20 سال کی عمر میں امامت کا عہدہ سنبھالا۔ [21] آپ کی امامت بنی عباس کے چار خلیفوں کی خلافت کے دور میں تھی۔ [22] امامت کے دس برس منصور عباسی کی خلافت (حکومت 136ھ-158ھ) میں، 11 سال مہدی عباسی کی خلافت (حکومت 158-169ھ) میں، ایک سال ہادی عباسی کی خلافت (حکومت 169-170ھ) میں اور 13 سال ہارون کی خلافت (حکومت 170-193ھ) میں گزارے۔ [23] امام کاظمؑ کی امامت 35 سالوں پر محیط تھی۔ سنہ 183ھ کو آپ کی شہادت کے بعد امامت آپ کے بیٹے امام رضاؑ کی طرف منتقل ہو گئی۔ [24]

• نصوص امامت

مزید معلومات کے لئے دیکھئے: امامت ائمہ اثنا عشر

شیعوں کے عقیدے کے مطابق امام اللہ تعالیٰ کی طرف سے معین ہوتا ہے اور امام کو پہچاننے کے طریقوں میں سے ایک نص (رسول اللہ یا سابق امام کی طرف سے موجودہ امام کی امامت پر تصریح) ہے۔ [25] امام صادقؑ نے متعدد موارد میں امام کاظمؑ کی امامت کے بارے میں اپنے خاص اصحاب کو بتایا تھا۔ اور کافی، [26] ارشاد، [27] اعلام الوری [28] اور بحار الانوار، [29] میں سے ہر ایک امام موسیٰ کاظمؑ کی امامت کے بارے میں ایک باب پایا جاتا ہے جس میں بالترتیب 16، 46، 12، اور 14 روایات درج ہیں۔ [30] من جملہ

• ایک روایت کے مطابق فیض بن مختار کہتا ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے پوچھا کہ آپ کے بعد امام کون

ہوگا؟ اسی اثنا آپ کے بیٹے موسیٰ آگئے تو امام صادقؑ نے ان کی معرفی کروائی۔ [31]

• امام صادقؑ کے فرزند علی بن جعفر نقل کرتے ہیں کہ امام صادقؑ نے اپنے بیٹے موسیٰ کے متعلق فرمایا:

فَإِنَّهُ أَفْضَلُ وَلَدِي وَمَنْ أَخْلَفَ مِنْ بَعْدِي وَهُوَ الْقَائِمُ مَقَامِي وَالْحُجَّةُ لِلَّهِ تَعَالَى عَلَى كَافَّةٍ خَلْقِهِ مِنْ بَعْدِي [32] وہ

میرا افضل ترین فرزند ہے اور یہ وہ ہے جو میرے بعد میری جگہ لے گا اور میرے بعد مخلوق خدا پر اللہ کی

حجت ہے۔ نیز عیون اخبار الرضا سے منقول ہوا ہے کہ ہارون رشید نے اپنے بیٹے کو مخاطب کرتے ہوئے موسیٰ بن

جعفر کو برحق امام اور پیغمبر اکرمؐ کی جانشینی کے لئے شایستہ ترین شخص قرار دیا اور اس کی اپنی پیشوائی

کو ظاہری اور طاقت کے بل بوتے پر قرار دیا۔ [33] [یادداشت 1]

• وصیت امام صادقؑ اور بعض شیعوں کی پریشانی

مآخذ میں لکھا گیا ہے کہ عباسیوں کی طرف سے مشکلات کے پیش نظر امام صادقؑ نے امام کاظمؑ کی جان کی

حفاظت کی خاطر عباسی خلیفہ سمیت پانچ افراد کو اپنا وصی معرفی کیا۔ [34] اگرچہ اپنے بعد کے لئے امام

صادقؑ کو امام کے عنوان سے اصحاب کے لئے معرفی کیا تھا اس کے باوجود شیعوں کے لئے ابہام ایجاد کیا تھا۔

اس دور میں مؤمن طاق اور ہشام بن سالم جیسے جلیل صحابی بھی شک اور تردید کے شکار ہو گئے اور امامت

کے مدعی عبد اللہ افطح کی طرف گئے اور زکات کے بارے میں اس سے سوالات کئے اور جواب سے مطمئن نہیں

ہوئے اور پھر امام موسیٰ کاظمؑ کے پاس آئے اور آپ کے جوابات سے مطمئن ہوئے اور آپ کی امامت کو مان

گئے۔ [35]

شیعوں میں گروہ بندی

امام کاظمؑ کی امامت کے دوران اسماعیلیہ، فطحیہ اور ناووسیہ فرقے وجود میں آئے۔ اگرچہ امام صادقؑ کی زندگی میں ہی شیعوں میں گروہ بندی کا زمینہ فراہم ہوا تھا لیکن گروہ نہیں بنے۔ لیکن امام صادقؑ کی شہادت کے بعد امام کاظمؑ کی امامت کے آغاز میں شیعوں میں مختلف فرقے وجود میں آئے؛ ان میں سے بعض نے امام صادقؑ کے بیٹے اسماعیل کی موت سے انکار کیا اور اسے امام ماننے لگے۔ ان میں سے بعض نے اسماعیل کی زندگی سے مایوس ہو کر ان کے بیٹے محمد کو امام مانا۔ یہ گروہ اسماعیلیہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ بعض نے عبداللہ افطح کو امام مانا اور فطحیہ کہلائے لیکن ان کی وفات کے بعد جو امام صادقؑ کی شہادت کے 70 دن بعد واقع ہوئی، دوبارہ امام موسیٰ کاظمؑ کی امامت کے قائل ہو گئے۔ بعض نے ناووس نامی شخص کی پیروی میں امام صادقؑ کی امامت سے منصرف ہوئے اور بعض آپ کے بھائی محمد بن جعفر دیباج کی امامت کے قائل ہوئے۔ [36]

غالیوں کی سرگرمیاں

امام کاظم کے دور امامت میں غالیوں نے بھی اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ اس دور میں فرقہ بشیریہ وجود میں آیا جو امام کاظم کا صحابی محمد بن بشیر سے منسوب تھا۔ وہ امام کی زندگی میں امام پر جھوٹ و افترا پردازی کرتا تھا۔ [37] محمد بن بشیر کہتا تھا کہ لوگ جنہیں موسیٰ بن جعفر سے پہچانتے ہیں وہ وہی موسیٰ بن جعفر نہیں جو امام اور حجت خدا ہیں [38] اور وہ کہتا تھا کہ اصلی موسیٰ بن جعفر اس کے پاس ہے اور امام کو انہیں دکھا سکتا ہے۔ [39] وہ شعبدہ بازی کا ماہر تھا اور امام کاظمؑ جیسا ایک چہرہ بنایا تھا اور اسے لوگوں کو دکھاتا تھا اور بعض لوگ اس کے دھوکے میں آگئے تھے۔ [40] محمد بن بشیر اور اس کے ماننے والوں نے امام کاظمؑ کی شہادت سے پہلے ہی یہ افواہ پھیلائی تھی کہ امام کاظمؑ زندان نہیں گئے ہیں اور وہ زندہ ہیں ان کو موت نہیں آتی ہے۔ [41] امام کاظم محمد بن بشیر کو نجس سمجھتے اور اس پر لعنت کرتے تھے نیز اس کو قتل کرنا جائز سمجھتے تھے۔ [42]

علمی خدمات

امام کاظم کی مختلف علمی فعالیتیں نقل ہوئی ہیں؛ جو روایات، مناظرات اور علمی گفتگو کی صورت میں شیعہ حدیثی کتابوں میں درج ہوئی ہیں۔ [43]

امام کاظم علیہ السلام کا فرمان

دنیا سے محبت کرنے والے کے دل سے آخرت کا خوف ختم ہو جاتا ہے۔ اگر کسی بندے کو علم دیا جائے اور اس کی دنیا سے محبت بڑھ جائے تو وہ خدا سے مزید دور ہو جائے گا اور اس پر خدا کا غضب بڑھے گا۔ ابن شعبہ حرانی، تحف العقول، 1404ھ، ص 399۔

روایات

شیعہ منابع میں امام کاظمؑ سے بہت سی احادیث منقول ہوئی ہیں۔ جن میں سے اکثر تعداد کلامی موضوعات جیسے توحید [44]، بدا [45] اور ایمان پر ہیں [46] اس کے علاوہ اخلاقی موضوعات پر بھی آپ سے احادیث نقل ہوئی ہیں۔ [47] اسی طرح جوشن صغیر جیسی مناجات اسی امام سے مذکور ہیں۔ ان سے منقول روایات کی اسناد میں الکاظم، ابی الحسن، ابی الحسن الاول، ابی الحسن الماضی، العالم [48] و العبد الصالح سے امام کو یاد کیا گیا ہے۔ عزیز اللہ عطاردی نے 3،134 احادیث امام کاظم سے اکٹھی کی ہیں جنہیں مُسْنَدُ الامام الکاظم کے نام سے اکٹھا کیا گیا ہے [49] اہل سنت عالم دین ابو عمران مروزی نے مسند امام موسیٰ کاظم کے عنوان سے بعض

احادیث ذکر کی ہیں۔[50]

امام کاظمؑ سے بعض دیگر روایات بھی منقول ہیں:

- علی بن جعفر، امام کاظمؑ کے بھائی کی المسائل کے نام سے ایک کتاب تھی جس میں امام کاظمؑ سے کئے گئے سوالات اور امامؑ کے جوابات درج کیا تھا۔[51] یہ کتاب فقہ کے موضوع پر ہے۔[52] اور مسائل علی بن جعفر و مستدرکاتہا کے نام سے موسسہ آل البیت کی طرف سے نشر ہوئی ہے۔
- عقل کے بارے میں امام سے منسوب ایک رسالہ لکھا گیا جس میں ہشام بن حکم کو خطاب کیا گیا ہے۔[53]
- فتح بن عبداللہ کے سولات کے جواب میں ایک رسالہ توحید کے نام سے امام کے حوالے سے مذکور ہے۔[54]
- علی بن یقطين نے بھی امام موسیٰ بن جعفر سے مسائل دریافت کئے جو مسائل عن ابی الحسن موسیٰ بن جعفر کی صورت میں انہوں نے لکھے۔[55]

مناظرے اور مکالمے

تفصیلی مضمون: امام کاظم کے مناظرے

امام کاظم کے مناظرات اور گفتگو مختلف کتب میں مذکور ہیں جن میں سے بعض خلفائے بنی عباس،[56] یہودی دانشمندوں،[57] مسیحیوں،[58] ابو حنیفہ[59] اور دیگران سے منقول ہیں۔ باقر شریف قرشی نے تقریباً آٹھ مناظرے اور گفتگو مناظرے کے عنوان کے تحت ذکر کی ہیں۔[60] امام کاظمؑ نے مہدی عباسی کے ساتھ فدک اور قرآن میں حرمت خمر کے متعلق گفتگو کی۔[61] امامؑ نے ہارون عباسی سے مناظرہ کیا۔ جب کہ وہ اپنے آپ کو پیامبرؑ سے منسوب کر کے اپنے آپ کو پیغمبر کا رشتہ دار سمجھتا تھا، امام کاظمؑ نے اس کے سامنے اس کی نسبت اپنی رشتہ داری کو رسول اکرم سے زیادہ نزدیک ہونے کو بیان کیا۔[62] موسیٰ بن جعفر نے دیگر ادیان کے علما سے بھی مناظرے کئے جو عام طور پر سوال و جواب کی صورت میں تھے جن کے نتیجے میں وہ علما مسلمان ہو گئے۔[63]

سیرت

امام موسیٰ کاظم کی خدا سے ارتباط، لوگوں اور حاکمان وقت کے روبرو ہونے کی روشیں مختلف تھیں۔ خدا سے ارتباط کی روش کو سیرت عبادی، حاکمان وقت اور لوگوں سے ارتباط کی روش کو سیاسی اور اخلاقی روش سے تعبیر کیا گیا ہے۔

عبادی سیرت

شیعہ و سنی منابع کے مطابق امام کاظمؑ بہت زیادہ اہل عبادت تھے۔ اسی وجہ سے ان کے لئے عبد صالح استعمال کیا جاتا ہے۔[64] بعض روایات کی بنا پر حضرت امام موسیٰ کاظم اس قدر زیادہ عبادت کرتے تھے کہ زندانوں کے نگہبان بھی ان کے تحت تاثیر آ جاتے۔[65] شیخ مفید موسیٰ بن جعفر کو اپنے زمانے کے عابد ترین افراد میں سے شمار کرتے ہیں۔ ان کے بقول گریہ کی کثرت کی وجہ سے آپ کی ریش تر ہو جاتی۔ وہ عَظْمُ الذَّنْبِ مِنْ عَبْدِكَ فَلْيَحْسِنِ الْعَفْوَ مِنْ عَبْدِكَ کی دعا بہت زیادہ تکرار کرتے تھے۔ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الرَّاحَةَ عِنْدَ الْمَوْتِ وَ الْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ کی دعا سجدے میں تکرار کرتے۔[66] یہاں تک کہ ہارون کے حکم سے جب زندان تبدیل کیا جاتا تو اس پر خدا کا شکر بجا لاتے کہ خدا کی عبادت کیلئے پہلے سے زیادہ فرصت مہیا کی ہے اور کہتے: خدایا! میں تجھ سے عبادت کی فرصت کی دعا کرتا تھا تو نے مجھے اس کی فرصت نصیب فرمائی پس میں تیرا شکر گزار ہوں۔[67]

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی انگشتیوں کے لئے دو نقش: الْمُلْكُ لِلَّهِ وَخَذَهُ (سلطنت صرف اللہ کی ہے)[68]

اور حَسْبِيَ اللَّهُ (میرے لئے اللہ کی ذات ہی کافی ہے) منقول ہیں۔ [69]

اخلاقی سیرت

مختلف شیعہ اور سنی منابع میں امام موسیٰ کاظم کی بردباری [70] اور سخاوت کا تذکرہ موجود ہے۔ [71] شیخ مفید نے انہیں اپنے زمانے کے ان سخی ترین افراد میں سے شمار کیا ہے کہ جو فقیروں کیلئے خود خوراک لے کر جاتے تھے [72]۔ ابن عنبہ نے امام موسیٰ کاظم کی سخاوت کے متعلق کہا ہے: وہ رات کو اپنے ہمراہ درہموں کا تھیلا گھر سے باہر لے جاتے ہر کسی کو اس میں سے بخشتے یا جو اس بات کے منتظر ہوتے انہیں بخشتے۔ اس بخشش کا سلسلہ یہاں تک جاری رہا کہ زمانے میں ان کے درہموں کا تھیلا ایک ضرب المثل بن گیا تھا۔ [73] اسی طرح کہا گیا ہے کہ موسیٰ بن جعفر ان لوگوں کو بھی بخشش سے محروم نہیں رکھتے تھے جو انہیں اذیت دیتے تھے۔ جب انہیں خبر دی جاتی کہ فلاں انہیں تکلیف و آزار پہنچانا چاہتا ہے تو اس کے لئے ہدیہ بھیجواتے۔ [74] اسی طرح شیخ مفید امام موسیٰ کاظم کو اپنے گھر اور دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کی سب سے زیادہ سعی کرنے والا سمجھتے ہیں۔ [75]

امام موسیٰ کاظم کو کاظم کا لقب دینے کی وجہ یہ تھی کہ آپ اپنے غصے کو کنٹرول کرتے تھے۔ [76] مختلف روایات میں آیا ہے کہ آپ دشمنوں اور اپنے ساتھ بدی کرنے والوں کے مقابلے میں اپنا غصہ پی جاتے تھے۔ [77] مزید معلومات کے لئے دیکھئے: کاظم (لقب)

بشر حافی نے مشائخ صوفیہ کا مرتبہ حاصل کرنے کے بعد آپ کے کلام اور اخلاق سے متاثر ہو کر توبہ کی۔ [78] سیاسی سیرت

بعض منابع کہتے ہیں کہ امام تعاون نہ کرنے اور مناظروں جیسے ذرائع کے ساتھ خلفائے بنی عباس کی حکومت کے ناجائز ہونے کو بیان کرتے اور اس حکومت کی نسبت لوگوں کے اعتماد کو کم کرنے کی کوشش کرتے۔ [79]۔ درج ذیل مقامات کو نمونے کے طور پر ذکر کیا جاتا ہے:

• عباسی خلفا جب اپنی حکومت کو مشروعیت بخشنے کی خاطر اپنی نسبت اور نسب رسول خدا سے جوڑتے اور یہ ظاہر کرتے کہ بنی عباس رسول خدا کے نزدیکی رشتہ داروں میں سے ہیں جیسا کہ امام ہارون کے درمیان ہونے والی گفتگو میں ہوا، تو امام موسیٰ کاظم آیت مباہلہ سمیت قرآنی آیات سے استناد کرتے ہوئے حضرت فاطمہ کے ذریعے اپنے نسب کو رسول خدا سے ملا کر ثابت کرتے ہیں۔ [80]

• جب مہدی عباسی رد مظالم کر رہا تھا تو آپ نے اس سے فدک کا مطالبہ کیا۔ [81] مہدی نے آپ سے تقاضا کیا کہ آپ فدک کے حدود معین کریں تو امام نے اس کے ایسے حدود معین کیے کہ جو ان کی حکومت کے برابر تھے۔ [82]۔

• ساتویں امام اپنے اصحاب کو عباسی حکومت سے تعاون نہ کرنے کی سفارش کرتے چنانچہ آپ نے صفوان جمال کو منع کیا کہ وہ اپنے اونٹ ہارون کو کرائے پر مت دے۔ [83] اسی دوران ہارون الرشید کی حکومت میں وزارت پر فائز علی بن یقطین کو عباسی حکومت میں باقی رہنے کو کہا تا کہ وہ شیعوں کی خدمت کر سکیں۔ [84]

• اس کے باوجود تاریخی مستندان میں حضرت امام موسیٰ کاظم کی طرف سے عباسی حکومت کی کھلم کھلا مخالفت کی کوئی خبر ذکر نہیں ہوئی ہے۔ آپ اہل تقیہ تھے اور اپنے شیعوں کو اسی کی وصیت کرتے جیسا کہ آپ نے مہدی عباسی کو اس کی ماں کی وفات پر تسلیت کا خط لکھا۔ [85] روایت کے مطابق جب ہارون نے آپ کو طلب کیا تو آپ نے فرمایا: حاکم کے سامنے تقیہ واجب ہے لہذا میں اس کے سامنے جا رہا ہوں۔ اسی طرح آپ آل

ابی طالب کی شادیوں اور نسل کو بچانے کی خاطر ہارون کے ہدایات قبول کرتے۔[86]۔ یہاں تک کہ آپ نے علی بن یقطین کو خط لکھا کہ خطرے سے بچاؤ کی خاطر کچھ عرصہ کیلئے اہل سنت کے مطابق وضو کیا کرے۔[87]۔

امام کاظمؑ اور علویوں کے قیام

حضرت موسیٰ بن جعفر کے زمانے میں عباسیوں کی حکومت کے دوران علویوں نے متعدد قیام کئے۔ عباسیوں نے اہل بیت کی حمایت اور طرفداری کا نعرہ بلند کر کے قدرت حاصل کی تھی لیکن کچھ ہی مدت میں علویوں کے سخت دشمن بن گئے۔ لہذا اس بنا پر بہت سے علویوں کو قتل کیا اور بہت سوں کو قید کیا۔[88] عباسیوں کی اس سخت گیری کی وجہ سے بہت سے علویوں نے ان کے خلاف قیام کا اقدام کیا۔ قیام نفس زکیہ، ادریسیوں کی حکومت کی تشکیل اور شہید فخر کا قیام انہی قیاموں میں سے ہیں۔ قیام فخر سنہ 169 ہجری میں موسیٰ بن جعفر کی امامت اور ہادی عباسی کی خلافت سے متصل ہے۔[89] امام ان قیاموں کا حصہ نہیں بنے اور نہ ہی امام کی جانب سے ان قیاموں کی واضح طور پر کہیں تائید نقل ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ یحییٰ بن عبداللہ نے طبرستان میں قیام کے بعد امام کو ایک خط میں اس کی تائید نہ کرنے کا گلہ کیا۔[90]۔

چوتھی صدی ہجری کے زیدی مسلک کے مورخین احمد بن ابراہیم حسنی اور احمد بن سہل کا کہنا ہے کہ امام کاظمؑ واقعہ فخر کے دوران مکہ میں حج انجام دے رہے تھے۔[91] ان دونوں کا کہنا ہے کہ جنگ کے دوران عباسی خلافت کے آلہ کار موسیٰ بن عیسیٰ نے امام کو بلایا اور امام وہاں گئے اور جنگ ختم ہونے تک وہی اس کے ساتھ رہے۔[92] اس روایت کے مطابق جنگ ختم ہونے کے بعد امام منی چلے گئے، آپ کے پاس کٹے ہوئے لائے گئے۔[93] ابوالفرج اصفہانی کی نقل کے مطابق جب امام کاظمؑ کی نظر صاحب فخر پر پڑی تو آیہ استرجاع کی تلاوت کی، اس کی خوبیاں بیان کیا اور اسے ایک نیک انسان کے طور پر معرفی کیا۔[94] بیہقی لباب الانساب میں کہتے ہیں کہ صاحب فخر کی وفات کے بعد امام کاظمؑ نے اس کے جنازے پر نماز میت پڑھی۔[95]

ساتویں صدی ہجری کے شیعہ عالم دین سید ابن طاووس کا کہنا ہے کہ ہادی عباسی قیام فخر کو امام کے حکم سے سمجھتا تھا۔[96] اسی وجہ سے ہادی نے امام کو قتل کرنے دھمکی بھی دی تھی۔[97] لیکن کلینی کی کتاب کافی میں نقل کردہ روایت کے مطابق جب صاحب فخر نے قیام کیا تو امام کاظمؑ سے بیعت مانگا، امام نے بیعت کو ٹھکرایا اور اس سے کہا کہ آپ کو بیعت کرنے پر مجبور نہ کیا جائے، اس نے بھی ایسا ہی کیا۔[98] عبداللہ مامقانی کا کہنا ہے کہ صاحب فخر کی طرف سے بیعت مانگنا ایک ڈھونک تھا وہ چاہتے تھے کہ اگر اس کام میں کامیاب ہوئے تو خلافت امام کے حوالے کریں، اسی وجہ سے امام نے تقیہ کرتے ہوئے ان کو ظاہری طور پر قیام سے منع کیا لیکن باطن میں امام راضی تھے، اسی طرح ان کی شہادت کے بعد ان کی مغفرت کے لئے دعا کی۔[99] ان کے برخلاف بعض محققین کا کہنا ہے کہ اگرچہ صاحب فخر کی شخصیت کے بارے میں روایات موجود ہیں لیکن وہ اس بات کی دلیل نہیں بن سکتے ہیں کہ ان کا قیام ائمہ کی تائید سے ہوا ہو۔[100] 15 ویں ہجری کے مورخ رسول جعفریان کہتے ہیں کہ اگرچہ صاحب فخر کا قیام، بنی عباس کے خلاف علویوں کے سالم قیام میں سے ایک تھا لیکن انہیں یہ یقین نہیں ہے کہ یہ قیام امام کاظمؑ کے حکم سے ہوا ہو؛ بلکہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ شیعہ ائمہ کی ان جیسے قیاموں کو حمایت حاصل نہیں تھی کیونکہ اس مسئلے میں یہ لوگ علویوں کے ساتھ جھگڑے میں تھے اور ان کے درمیان بعض اختلافات وجود میں آگئے۔[101]

اسیری اور قیدخانہ

امام کاظمؑ، اپنے دور امامت میں کئی مرتبہ عباسی خلفا کے ہاتھوں اسیر ہو کر زندان چلے گئے۔ پہلی بار مہدی عباسی کے دور حکومت میں خلیفہ کے حکم سے امام کو مدینہ سے بغداد لے جایا گیا۔[102] ہارون عباسی نے

امام کو دو مرتبہ قید کیا لیکن تاریخ پہلی مدت قید کے بارے میں خاموش ہے جبکہ دوسری مدت قید سنہ 179 سے 183 ہجری تک ثبت کی گئی ہے جو امام کی شہادت پر تمام ہوئی۔ [103]

دوسری مرتبہ ہارون عباسی نے 20 شوال سنہ 179 میں امام کو مدینہ سے گرفتار کیا [104] اور 7 ذی الحجہ کو بصرہ میں عیسیٰ بن جعفر کے قیدخانے میں قید کئے گئے۔ [105]

شیخ مفید کا کہنا ہے کہ ہارون نے سنہ 180ھ میں عیسیٰ بن جعفر کے نام ایک خط لکھا جس میں امام کو قتل کرنے کا کہا، لیکن اس نے نہیں مانا۔ [106] کچھ عرصہ بعد آپ کو بغداد میں فضل بن ربیع کی زندان میں منتقل کیا گیا۔ امام نے اپنی عمر کے آخری لمحات کو فضل بن یحییٰ اور سندی بن شاہک کے قید خانے میں گزارے۔ [107]

امام کاظم کے زیارت نامے میں الْمُعَذِّبِ فِي قَعْرِ السُّجُونِ؛ وہ جسے زندان کے تہ خانے کی کال کوٹھڑیوں میں اذیت دی گئی کی عبارت سے آپ کو سلام دیا گیا ہے۔ [108] زیارت نامے میں آپ کے زندان کو ظلم المطامیر سے بھی یاد کیا گیا ہے۔ مضمورہ اس قیدخانے کو کہا جاتا ہے جو کنویں کی مانند ہو اور جس میں پاؤں پھیلانے اور سونے کی جگہ نہ ہو، اسی طرح چونکہ بغداد دریائے دجلہ کے قریب ہے اس لئے اس کے بیسمنٹ مرطوب ہوتے تھے اور نمی (مضمورہ) پائی جاتی تھی۔ [109]

عباسی خلفا کے ہاتھوں امام کاظم کی گرفتاری کے اسباب میں مختلف اقوال نقل ہوئے ہیں چنانچہ مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ عباسی دربار کے وزیر یحییٰ برمکی کی حسادت یا پھر امام کے بھائی علی بن اسماعیل بن جعفر کی ہارون عباسی کے پاس چغل خوری اور بہتان تراشی آپ کی گرفتاری کا سبب بنے۔ [110]

کہا گیا ہے کہ ہارون شیعوں کی امام کاظم کے ہاں آمد و رفت سے بہت حساس تھا اسے یہ خوف لاحق تھی کہ شیعوں کا امامت پر عقیدہ اس کی حکومت کو کمزور کرے گا۔ [111] اسی طرح یہ بھی کہا گیا ہے کہ امام کاظم کی گرفتاری کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ امام کی طرف سے تقیہ کرنے کا کہنے کے باوجود ہشام بن حکم جیسے بعض شیعہ رعایت نہیں کرتے تھے۔ [112] ان نقل کے مطابق ہشام بن حکم کے مناظرے امام علیہ السلام کو زندان لے جانے کا باعث بنے۔ [113]

شہادت

امام کاظم کی عمر کے آخری ایام سندی بن شاہک کے قید خانے میں گزرے۔ شیخ مفید کہتے ہیں کہ سندی نے ہارون الرشید کے حکم سے امام کو زہر دیا اور تین دن کے بعد آپ شہید ہوئے۔ [114] مشہور قول کے مطابق [115] آپ کی شہادت بروز جمعہ 25 رجب 183ھ کو بغداد میں واقع ہوئی۔ [116] لیکن شیخ مفید کے نقل کے مطابق آپ کی شہادت 24 رجب کو واقع ہوئی۔ [117] امام کاظم کی شہادت کی تاریخ اور جگہ کے بارے میں بعض دیگر اقوال بھی پائے جاتے ہیں؛ بعض نے سنہ 181 اور بعض نے 186ھ کہا ہے۔ [118]

مناقب نے اخبار الخلفا سے نقل کیا ہے کہ امام کاظم نے جب ہارون الرشید کے حکم سے جب فدک کا حدود اربعہ معین کیا تو اس طرح سے معین کیا کہ اس وقت کے جہان اسلام کی سرحدوں کو شامل تھا جس پر ہارون کو غصہ آیا اور کہا اس طرح سے آپ نے ہمارے لئے کچھ نہیں رکھا اور یہی سے امام کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ [119]

امام کاظم شہید ہونے کے بعد سندی بن شاہک نے یہ دکھانے کے لئے کہ امام طبعی موت مرے ہیں، بغداد کے معروف بعض فقہا کو بلایا اور امام کے لاش کو انہیں دکھایا تاکہ انہیں پتہ چلے کہ بدن پر کوئی زخم نہیں ہے۔ اور اس کے حکم سے آپ کا جسم بے جان بغداد کے پل پر رکھ دیا جائے اور اعلان کیا جائے کہ آپ طبعی موت

اس دنیا سے رخصت ہوئے ہیں۔ [120] آپ کی شہادت کی نوعیت کے بارے میں نقل مختلف ہیں؛ اکثر مورخین کے مطابق یحییٰ بن خالد اور سندی بن شاہک نے آپ کو زہر دیا [121] جبکہ بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ آپ کو ایک بچھونے میں لپیٹ دیا گیا جس کی وجہ سے آپ کا دم گھٹ گیا اور شہید ہو گئے ہیں۔ [122]

امام کاظمؑ کا جنازہ عام لوگوں کو دکھانے کے لئے رکھنے کی دو وجوہات بیان ہوئی ہیں: پہلی وجہ اس سے یہ ثابت کریں کہ امام طبعی موت وفات پا گئے ہیں دوسری وجہ یہ تھی کہ جو لوگ مہدویت کا عقیدہ رکھتے تھے اسے باطل کیا جاسکے۔ [123]

امام موسیٰ کاظمؑ کو منصور دوانیقی کے خاندان کے قبرستان جو قریش قبرستان سے مشہور تھا میں دفن کر دیا گیا۔ [124] آپ کا مدفن حرم کاظمین سے مشہور ہے۔ کہا گیا ہے کہ عباسیوں کے قبرستان میں دفنانے کی وجہ یہ تھی کہ امام کی قبر شیعوں کے اجتماع کا مرکز نہ بن سکے۔ [125]

آرامگاہ

تفصیلی مضمون: حرم کاظمین

بغداد کے پاس کاظمین میں امام کاظمؑ اور امام جوادؑ کے مقبرے حرم کاظمین کے نام سے مشہور ہیں۔ مسلمانوں اور خاص طور شیعوں کیلئے زیارت گاہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ امام رضاؑ سے منقول روایت کے مطابق امام موسیٰ کاظمؑ کی زیارت کا ثواب رسول اللہ، حضرت علیؑ اور امام حسینؑ کی زیارت کے برابر ہے۔ [126]

وکیل اور اصحاب

امام موسیٰ کاظمؑ کے اصحاب کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہے۔ ان کی تعداد میں اختلاف نظر پایا جاتا ہے: شیخ طوسی نے ان اصحاب کی تعداد 272 ذکر کی ہے۔ [127] برقی نے ان کی تعداد 160 بتائی ہے۔ لیکن قرشی، برقی کی تعداد کو درست نہیں سمجھتے ہیں اور انہوں نے خود [128] اصحاب کی تعداد 320 ذکر کی ہے۔

علی بن یقطین، ہشام بن حکم، ہشام بن سالم، محمد بن ابی عمیر، حماد بن عیسیٰ، یونس بن عبد الرحمن، صفوان بن یحییٰ و صفوان جمال امام کاظمؑ کے ان اصحاب میں سے ہیں کہ جنہیں بعض نے اصحاب اجماع میں شمار کیا ہے۔ [129] امام کی شہادت کے بعد بعض اصحاب جیسے علی بن ابی حمزہ بٹائی، زیاد بن مروان اور عثمان بن عیسیٰ نے علی بن موسیٰ الرضاؑ کی امامت کو قبول نہیں کیا اور امام موسیٰ کاظمؑ کی امامت پر توقف کیا۔ [130] یہ گروہ واقفہ کے نام سے معروف ہوا۔ البتہ ان میں سے بعض نے دوبارہ امام علی بن موسیٰ رضاؑ کی امامت کو قبول کر لیا۔ [131]

وکالت کا نظام

امام کاظمؑ نے اپنے زمانے میں شیعوں کے باہمی رابطے اور ان کی اقتصادی توان بڑھانے کی خاطر امام جعفر صادقؑ کے زمانے میں قائم ہونے والے وکالت کے شعبے کو وسعت دی۔ امام موسیٰ کاظمؑ نے کچھ اصحاب کو مختلف جگہوں پر وکیل کے عنوان سے بھیجا۔ کہا گیا ہے کہ منابع میں 13 افراد کے نام وکیل کے طور پر ذکر ہوئے ہیں۔ [132] بعض منابع کے مطابق کوفہ میں علی بن یقطین اور مفضل بن عمر، بغداد میں عبد الرحمن بن حجاج، قندھار میں زیاد بن مروان، مصر میں عثمان بن عیسیٰ، نیشاپور میں ابراہیم بن سلام اور ابواز میں عبداللہ بن جندب امام کی جانب سے وکیل تھے۔ [133] مختلف روایات کے مطابق شیعہ حضرات اپنا خمس وکلا کے ذریعے امام موسیٰ کاظمؑ تک پہنچاتے یا خود امام کو دیتے۔ شیخ طوسی نے کچھ وکلا کے واقفی ہونے کا سبب ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ لوگ اپنے پاس جمع شدہ مال کی محبت میں واقفی ہو گئے۔ [134] علی بن اسماعیل بن جعفر نے ہارون عباسی کو ایک خبر دی جس کی وجہ سے امام موسیٰ کاظمؑ کو زندان جانا پڑا، اس خبر میں آیا

ہے کہ اسے شرق و غرب سے بہت زیادہ مال بھجوا یا گیا، وہ بیت المال اور خزانے کا صاحب تھا کہ جس میں مختلف حجم کے بہت زیادہ سکے پائے گئے۔ [135]

شیعوں کے ساتھ ارتباط کی ایک روش خطوط کی تھی کہ جو انہیں فقہی، اعتقادی، وعظ، دعا اور وکلا سے مربوط مسائل کے سلسلے میں لکھے جاتے تھے۔ یہاں تک نقل ہوا کہ آپ زندان سے اپنے اصحاب کو خطوط لکھتے [136] اور ان کے سوالوں کے جواب دیتے تھے۔ [137] اہل سنت کے نزدیک امام کی منزلت

اہل سنت شیعوں کے ساتویں امام کا ایک عالم دین کی حیثیت سے احترام کرتے ہیں۔ ان کے بعض جید علما نے ان کے علم و اخلاق کی تعریف کی۔ [138] نیز انہوں نے ان کی بردباری، سخاوت، کثرت عبادت اور دیگر اخلاقی خصوصیات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ [139] اسی طرح ان کی بردباری اور عبادت کی روایات انہوں نے نقل کی ہیں۔ [140] تیسری صدی ہجری کے اہل سنت مورخ، محدث اور شافعی فقیہ سُمَعَانِی جیسے جید علما آپ کی قبر کی زیارت کیلئے جاتے تھے [141] اور ان سے توسل کرتے تھے۔ علمائے اہل سنت میں سے ابو علی خلال نے کہا: جب بھی انہیں کوئی مشکل پیش آتی وہ آپ کی قبر کی زیارت کیلئے جاتے اور ان سے توسل کرتے یہاں تک کہ اس کی مشکل برطرف ہو جاتی۔ [142] شافعی نے امام کو شفا بخش دوا کہا ہے۔ [143] کتاب شناسی

امام کاظم کے متعلق مختلف زبانوں میں کتابیں، تھیسس اور مقالے لکھے گئے۔ جن کی تعداد 770 کے قریب ہے۔ [144] کتاب نامہ امام کاظم علیہ السلام، [145] کتاب شناسی کاظمین، [146] اور کتاب شناسی امام کاظم کے عنوان کے مقالے [147] میں ان آثار کا تعارف کیا گیا ہے۔ ان آثار میں سے زیادہ تر آثار شیعوں کے ساتویں امام کی شخصیت اور زندگی کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔ اسی طرح فروری 2014 عیسوی میں امام کاظم کا زمانہ اور سیرت کے عنوان سے ایک کانفرنس ایران میں منعقد ہوئی جس کے مقالوں کا مجموعہ بعنوان مجموعہ مقالات ہمایش سیرہ امام کاظم شائع ہوا۔ [148]

اسی طرح عزیز اللہ عطاردی کی کتاب مسند الامام کاظم، حسین حاج حسن کی کتاب باب الحوائج الامام موسیٰ کاظم، محمد باقر شریف قرشی کی کتاب حیاة الامام موسیٰ بن جعفر، فارس حسون کی کتاب امام کاظم عند اہل السنة اور عبداللہ احمد یوسف کی کتاب سیرة الامام موسیٰ کاظم ان آثار میں سے ہیں جو امام کاظم علیہ السلام کی زندگی کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔

نوٹ

1.

1. «أَنَا إِمَامُ الْجَمَاعَةِ فِي الظَّاهِرِ وَالْغَلْبَةِ وَالْقَهْرِ وَ مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ إِمَامٌ حَقٌّ وَاللَّهُ يَا بُنَيَّ إِنَّهُ لَأَحَقُّ بِمَقَامِ رَسُولِ اللَّهِ ص مِنِّي وَ مِنَ الْخَلْقِ جَمِيعًا؛ «بیٹا! میں لوگوں کا ظاہری امام ہوں اور اس حکمرانی کو طاقت کے بل بوتے پر حاصل کیا ہوں جبکہ موسیٰ بن جعفر امام اور زمین پر اللہ کی حجت ہیں۔ خدا کی قسم رسول اللہ کی جانشینی کے لئے میں اور دیگر لوگوں سے زیادہ وہ شائستہ ہیں۔»

حوالہ جات

1.

- • طبرسی، اعلام الوری، 1417ق، ج2، ص6.
- • مسعودی، اثبات الوصیة، 1362ش، ص356-357.
- • بغدادی، تاریخ بغداد، 1417ق، ج13، ص29.
- • شورای تقویم مؤسسه ژئوفیزیک دانشگاه تهران، تقویم رسمی کشور سال 1398ش هجری شمسی، 1397ش، ص8.
- • شبراوی، الاتحاد بحب الاشراف، 1423ق، ص295.
- • امین، سیره معصومان، 1376ش، ج6، ص113.
- • شیخ مفید، الارشاد، 1413ق، ج2، ص215.
- • ابن اثیر، الكامل، 1385ق، ج6، ص164؛ ابن جوزی، تذكرة الخواص، 1418ق، ص312.
- • بغدادی 1417 تاریخ بغداد ج13، ص29
- • مفید 1413ق الارشاد ج2، ص227، 236، طبرسی 1417 اعلام الوری ص ج2، ص6، ابن شهر آشوب 1379ق المناقب ج4، ص323، قمی 1417 الانوار البهیة ص177
- • مفید 1413ق الارشاد ج2، ص235
- • کلینی 1407ق، الکافی ج3، ص297؛ ابن شعبه حرانی 1404 تحف العقول 411-412. مجلسی 1403ق بحار الانوار ج10، ص247
- • کلینی 1407ق، الکافی ج1، ص227؛ مجلسی 1403ق، بحار الانوار ج10، ص244-245
- • ابن شهر آشوب 1379ق المناقب ج4، ص311-312
- • ابن شهر آشوب 1379ق، المناقب ج4، ص312-313
- • محمد تقی شوشتری، رساله فی تواریخ النبی و الآل، ص75.
- • مفید، الارشاد، ج2، ص244.
- • مفید، الارشاد، ج2، ص244
- • سمعانی، الانساب، ج12، ص478
- • جعفریان، 1381ش، حیات فکری و سیاسی امامان شیعه، ص385.
- • طبرسی، 1417ق، اعلام الوری ج2، ص6.
- • مهدی پیشوایی| 1372 شمسی، سیره پیشوایان، ص413
- • رسول جعفریان، 1381ش، حیات فکری و سیاسی امامان شیعه، ص384-379.
- • فاضل مقداد، ارشاد الطالبین، 1405ق، ص337.
- • کلینی، 1407ه، الکافی، ج1، ص307-311
- • مفید| 1413، الارشاد، ج2، ص216-222
- • طبرسی، 1417ه، اعلام الوری، ج2، ص7-16
- • مجلسی، 1403ه، بحار الانوار، ج48، ص12-29
- • جمعی از نویسندگان، 1392 شمسی، مجموعه مقالات سیره و زمانه امام کاظم، ج2، ص79، 81
- • طبرسی، 1417ه، اعلام الوری، ج2، ص10
- • مفید، الارشاد، ج2، ص220

- • صدوق، 1378هـ، عيون اخبار الرضا، ج1، ص91؛ عطاردی، 1409هـ، مسند الامام الكاظم، ج1، ص75
- • پیشوایی|1372شمشی، سیره پیشوایان، ص414
- • کشی، 1409هـ، رجال، ص282-283
- • نوبختی، فرق الشیعه، 1404ق، ص66-79.
- • عاملی، التحرير الطاوسی ص524
- • طوسی، اختیار معرفة الرجال، 1409ق، ص482.
- • طوسی، اختیار معرفة الرجال، 1409ق، ص480.
- • طوسی، اختیار معرفة الرجال، 1409ق، ص480.
- • رک: حاجی زاده، «جریان غلو در عصر امام کاظم(ع)»، ص112.
- • کشی 1409ق رجال ص482
- • طبرسی 1403ق الاحتجاج ج2، ص385-396؛ مجلسی 1403ق بحار الانوار ج10، ص234-249
- • کلینی 1407ق، الکافی ج1، ص141
- • کلینی 1407ق، الکافی ج1، ص148-149
- • کلینی، 1407ق، الکافی ج2، ص38-39
- • قرشی 1429ق، حیاة الامام موسی بن جعفر ج2، ص190-278، 297-307
- • کلینی 1407ق الکافی ج1، ص149
- • عطاردی 1409ق، مسند امام کاظم ج1، مقدمه
- • مروزی 1425ق، مسند الامام موسی بن جعفر علیه السلام ص187-232
- • شیخ طوسی، فهرست، 1420ق، ص264.
- • نجاشی، رجال نجاشی، 1365ش، ص252.
- • کلینی 1407ق، الکافی ج1، ص13-20؛ احمدی میانجی|1426ق، مکاتیب الائمة ج4، ص483-501
- • احمدی میانجی 1426ق، مکاتیب الائمة ج4، ص357-359؛ قرشی 1429ق، حیاة الامام موسی بن جعفر ج2، ص238
- • طوسی 1420ق، الفهرست ص271؛ احمدی میانجی 1426ق، مکاتیب الائمة ج4، ص357-359
- • ابن شهر آشوب، المناقب، ج4، ص312-313. صدوق، عيون أخبار الرضا، ج1، ص84-85. کلینی، الکافی، ج6، ص406.
- • مجلسی، بحار الانوار، ج10، ص244-245.
- • ابن شهر آشوب، المناقب، ج4، ص311-312.
- • کلینی، الکافی، ج3، ص297.
- • قرشی، حیاة الامام موسی بن جعفر، ج1، ص278-294.
- • کلینی، الکافی، ج6، ص406. حر عاملی و 1409ق، وسائل الشیعه.
- • صدوق، عيون أخبار الرضا، ج1، ص84-85. شبرای، الاتحاف بحب الاشراف، ص295. مجلسی، بحار الانوار، ج10، ص241-242.
- • مجلسی، بحار الانوار، ج10، ص244-245. ابن شهر آشوب، المناقب، ج4، ص311-312. صدوق، توحید،

- • بغدادی، تاریخ بغداد، ج 13، ص 29. یعقوبی، تاریخ الیعقوبی، ج 2، ص 414.
- • بغدادی، تاریخ بغداد، ج 13، ص 32-33.
- • مفید، الارشاد، ج 2، ص 231-232.
- • مفید، الارشاد، ج 2، ص 240.
- • مجلسی، بحار الانوار، ج 48، ص 10-11.
- • طبرسی، مکارم الاخلاق، 1412ق، ص 91.
- • ابن اثیر، الكامل، ج 6، ص 164. ابن جوزی، تذكرة الخواص، ص 312.
- • بغدادی، تاریخ بغداد، ج 13، ص 30-33. قرشی، حياة الامام موسى بن جعفر، ج 2، ص 154-167.
- • مفید، الارشاد، ج 2، ص 231-232
- • ابن عنبه، عمده الطالب، ص 177..
- • بغدادی، تاریخ بغداد، ج 13، ص 29.
- • مفید، الارشاد، ج 2، ص 232.
- • ابن اثیر، الكامل، ج 6، ص 164 ابن جوزی، تذكرة الخواص، ص 312.
- • مفید، الارشاد، ج 2، ص 233. قرشی، حياة الامام موسى بن جعفر، ج 2، ص 160-162.
- • حاج حسن، باب الحوائج، ص 281. حلی، منهاج الكرامه، ص 59.
- • جعفریان، حیات سیاسی و فکری امامان شیعه، ص 406.
- • صدوق، عیون أخبار الرضا، ج 1، ص 84-85. شبراوی، الاتحاف بحب الاشراف، ص 295.
- • طوسی، تهذیب الاحکام، ج 4، ص 149.
- • قرشی، حياة الامام موسى بن جعفر، ص 472
- • کشی، رجال، ص 441.
- • کشی، رجال، ص 433
- • مجلسی، بحار الانوار، ج 48، ص 134.
- • صدوق، عیون اخبار الرضا، ج 1، ص 77
- • مفید، الارشاد، ج 2، ص 227-228
- • الله اکبری، رابطه علویان و عباسیان، ص 22-23.
- • جعفریان، حیات فکری و سیاسی امامان شیعه، ص 384-385
- • کلینی، الکافی، ج 1، ص 367
- • رازی، اخبار فخر، تحقیق ماهر جرّار، 1995م، ص 298؛ حسنی، المصابیح، 1423ق، ص 482.
- • رازی، اخبار فخر، تحقیق ماهر جرّار، 1995م، ص 298؛ حسنی، المصابیح، 1423ق، ص 482.
- • رازی، اخبار فخر، تحقیق ماهر جرّار، 1995م، ص 298؛ حسنی، المصابیح، 1423ق، ص 482.
- • ابوالفرج اصفهانی، مقاتل الطالبیین، 1419ق، ص 380.
- • بیهقی، لباب الانساب، 1428ق، ج 1، ص 412.
- • سید ابن طاووس، مهج الدعوات، 1411ق، ص 218.

- • قرشى، حياة الامام موسى بن جعفر، ج1، ص494-496
- • كلينى، كافى، 1407ق، ج1، ص366.
- • مامقانى، تنقيح المقال فى علم الرجال، 1423ق، ج22، ص285-287.
- • شريفى، «ائمه و قيامهاى شيعى»، ص89-90.
- • جعفرىان، حيات فكرى و سياسى امامان شيعه، 1387ش، ص389.
- • ابن جوزى، تذكرة الخواص، 1418ق، ص313.
- • رسول جعفرىان، حيات فكرى و سياسى آئم، ص393.
- • كلينى، الكافى، 1407ق، ج1، ص476.
- • صدوق، عيون أخبار الرضا(ع)، 1378ق، ج1، ص86.
- • شيخ مفيد، الارشاد، 1413هـ. ج2، ص239.
- • شيخ عباس قمى، الانوار البهيه، ص192 – 196.
- • مجلسى، بحارالانوار، 1403ق، ج99، ص17.
- • زندگانی امام موسى كاظم عليه السلام، موسسه فرهنگى هدايت.
- • شيخ مفيد، الارشاد، 1413ق، ج2، ص237-238؛ اربلى، كشف الغمه، 1421ق، ج2، ص760؛ ابوالفرج اصفهانى، مقاتل الطالبين، 1419ق، ص414-415.
- • صدوق، عيون اخبار الرضا، 1378ق، ج1، ص101.
- • صدوق، كمال الدين، 1395ش، ج2، ص361-363؛ جعفرىان، حيات فكرى و سياسى امامان شيعه، 1381ش، ص398-400.
- • كشى، رجال، 1409ق، ص270-271؛ مامقانى، تنقيح المقال، بى تا، ج3، ص298.
- • شيخ مفيد، الارشاد، 1413ق، ج2، ص242.
- • قرشى، حياة الامام موسى بن جعفر، 1429ق، ج2، ص516.
- • صدوق، عيون اخبار الرضا، 1378ق، ج1، ص99و105.
- • مفيد، الارشاد، 1413ق، ج2، ص215.
- • قرشى، حياة الامام موسى بن جعفر، 1429ق، ج2، ص516-517؛ جعفرىان، حيات فكرى و سياسى امامان شيعه، 1381ش، ص404.
- • ابن شهر آشوب، مناقب آل أبي طالب، 1375ق، ج3، ص435.
- • شيخ مفيد، الارشاد، 1413ق، ج2، ص242-243.
- • شيخ مفيد، الارشاد، 1413ق، ج2، ص242؛ قرشى، حياة الامام موسى بن جعفر، 1429ق، ج2، ص508-510.
- • ابو الفرغ اصفهانى، مقاتل الطالبين، ص336.
- • اربلى، كشف الغمه، 1421ق، ج2، ص763.
- • صدوق، عيون اخبار الرضا، 1378ق، ج1، ص99و105.
- • ابوالفرج اصفهانى، مقاتل الطالبين، 1419ق، ص417.
- • كلينى، الكافى، ج4، ص583.

- • طوسی، رجال، ص 329-347
 - • قرشی، حیاة الامام موسی بن جعفر، ج 2، ص 231
 - • قرشی، حیاة الامام موسی بن جعفر، ج 2، ص 231-373.
 - • طوسی، الغیبه، ص 64-65.
 - • مراجعه کریں: صفری فروشانی و بختیاری، امام رضا(ع) و فرقه واقفیه، پژوهش‌های تاریخی(علمی - پژوهشی)، تابستان 1391ش، ص 98-79.
 - • جباری، امام کاظم و سازمان وکالت، ص 16.
 - • جباری، سازمان وکالت، ص 423-599.
 - • طوسی، الغیبه، ص 64-65.
 - • قرشی، حیاة الامام موسی بن جعفر، ج 2، ص 455
 - • کلینی، الکافی، ج 1، ص 313.
 - • امین، اعیان الشیعه، ج 1، ص 100 جباری، امام کاظم و سازمان وکالت، ص 16
 - • ابن ابی الحدید، شرح نهج البلاغه، ج 15، ص 273
 - • ابن عنبه و 1417هـ. بغدادی، تاریخ بغداد، ج 13، ص 29. ابن جوزی، تذکرۃ الخواص، ص 312. ابن اثیر، الکامل، ج 6، ص 164. شامی، الدر النظیم، ص 651-653.
 - • بغدادی، تاریخ بغداد، ج 13، ص 29-33
 - • سمعانی، الانساب، ج 12، ص 479.
 - • بغدادی، تاریخ بغداد، ج 1، ص 133
 - • کعبی، الامام موسی بن کاظم علیه السلام سیره و تاریخ، ص 216
 - • اباذری، کتاب شناسی کاظمین، ص 14.
 - • انصاری قمی، کتاب نامه امام کاظم
 - • اباذری، کتاب شناسی کاظمین
 - • جمعی از نویسندگان و 1392ش، مجموعه مقالات بمائش زمانه و سیره امام کاظم
 - • 148. جمعی از نویسندگان، مجموعه مقالات بمایش سیره و زمانه امام کاظم، ج 1، ص 30-31.
- مآخذ
- ابن ابی الحدید، عبدالحمید، شرح نهج البلاغه، تحقیق: محمد ابوالفضل ابراهیم، قم، کتابخانه عمومی حضرت آیت‌الله العظمی مرعشی نجفی، 1404هـ.
 - ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، بیروت، دارالصادر، 1385هـ.
 - ابن جوزی، سبط، تذکرۃ الخواص، قم، منشورات شریف الرضی، 1418هـ.
 - ابن شعبه حرانی، حسن بن علی، تحف العقول، تصحیح: علی اکبر غفاری، قم، جامعہ مدرسین، 1404هـ.
 - ابن شهر آشوب، محمد بن علی، مناقب آل ابی طالب، قم، نشر علامه، 1379هـ.
 - ابن عنبه حسنی، سید جمال الدین احمد، عمدة الطالب فی أنساب آل ابی طالب، قم، انتشارات انصاریان، 1417هـ.
 - احمدی میانجی، علی، مکاتیب الائمة علیهم السلام، تصحیح: مجتبی فرجی، قم، دارالحديث، 1426هـ.

- اربلی، علی بن عیسی، کشف الغمه فی معرفه الائمه، قم، رضی‌امکان، 1421هـ.
- ابوالفرج اصفهانی، علی بن حسین، مقاتل الطالبیین، بیروت، مؤسسة الأعلمی للمطبوعات، چاپ سوم، 1419هـ.
- الله اکبری، محمد، رابطه علویان و عباسیان (از سال 11 تا 201 هجری)، در فصلنامه تاریخ در آینه پژوهش، پیش‌شماره اول، 1381ش.
- امین، سید محسن، اعیان الشیعه، بیروت، دارالتعارف، 1403هـ.
- امین، سید محسن، سیره معصومان، ترجمه: علی حجتی کرمانی، تهران، انتشارات سروش، 1376ش.
- انصاری قمی، ناصرالدین، کتابنامه امام کاظم علیه السلام، کنگره جهانی حضرت رضا علیه السلام، 1370ش.
- بغدادی، خطیب، تاریخ بغداد، تحقیق: مصطفی عبدالقادر عطا، بیروت، دارالکتب العلمیه، 1417هـ.
- بیهقی، علی بن زید، لباب الانساب و الالقباب و الاعقاب، قم، کتابخانه آیت الله مرعشی نجفی، 1428هـ.
- پیشوایی، مهدی، سیره پیشوایان، قم، مؤسسه امام صادق، 1372ش.
- جباری، محمدرضا، امام کاظم علیه السلام و سازمان وکالت، در فصلنامه تاریخ اسلام، شماره 53، بهار 1392ش.
- جباری، محمدرضا، سازمان وکالت، قم، مؤسسه امام خمینی، 1382ش.
- جعفریان، رسول، حیات فکری و سیاسی امامان شیعه، قم، انتشارات انصاریان، 1381ش.
- جمعی از نویسندگان، انجمن تاریخ پژوهان حوزه علمیه قم، مجموعه مقالات همایش سیره و زمانه امام کاظم علیه السلام، قم، مرکز مدیریت حوزه‌های علمیه، 1392ش.
- حاج حسن، حسین، باب الحوائج الامام موسی کاظم علیه السلام، بیروت، دارالمرتضی، 1420هـ.
- حاجی‌زاده، یدالله، «جریان غلو در عصر امام کاظم (ع) با تکیه بر عقاید غالیانه محمد بن بشیر»، در فصلنامه تاریخ اسلام، شماره 53، سال چهارم، بهار 1392ش.
- حر عاملی، محمد بن حسن، وسائل الشیعه، قم، مؤسسه آل البيت لاحیاء التراث، 1409هـ.
- حسنی، احمد بن ابراهیم، المصابیح، صنعاء، مؤسسة الامام زید بن علی الثقافیه، 1423هـ.
- حلّی، حسن بن یوسف، منهاج الکرامه فی معرفه الامامه، مؤسسه عاشورا، مشهد، 1379ش.
- حمیری، عبدالله بن جعفر، قرب الاسناد، تهران، مکتبه نینوی الحدیثه، بی‌تا.
- خویی، سید ابوالقاسم، سید ابوالقاسم خویی، معجم رجال الحدیث و تفصیل طبقات الروات، قم، مرکز نشر آثار الشیعه، 1410هـ.
- رازی، احمد بن سهل، أخبار فخ و خبر یحیی بن عبدالله و أخیه ادريس بن عبدالله، تحقیق ماهر جزّار، بیروت، دار الغرب الإسلامی، 1995م.
- سمعانی، عبدالکریم بن محمد، الانساب، تحقیق: عبدالرحمن بن یحیی المعلمی الیمانی، حیدرآباد، مجلس دائرة المعارف العثمانیه، 1382هـ.
- سید ابن طاووس، علی بن موسی، مهج الدعوات و منهج العبادات، قم، الذخائر، 1411هـ.
- شامی، یوسف بن حاتم، الدرالنظیم فی مناقب الائمه الهامیم، قم، جامعه مدرسین، 1420هـ.
- شبرآوی، جمال الدین، الاتحاف بحب الاشراف، قم، دارالکتاب، 1423هـ.
- شریفی، محسن، «ائم و قیامهای شیعی»، در فصلنامه طلوع، شماره 17، بهار 1385.

- شورای تقویم مؤسسه ژئوفیزیک دانشگاه تهران، تقویم رسمی کشور 1398 ش.
- شوشتری، محمدتقی، رساله فی تواریخ النبی و الآل، قم، جامعه مدرسین، 1423 هـ.
- شیخ صدوق، محمد بن علی بن بابویه، عیون اخبار الرضا علیه السلام، تهران، نشر جهان، 1378 هـ.
- شیخ صدوق، محمد بن علی بن بابویه، کمال الدین و تمام النعمه، تهران، انتشارات اسلامی، 1395 هـ.
- شیخ صدوق، محمد بن علی بن بابویه، التوحید، تصحیح: هاشم حسینی، قم، جامعه مدرسین، 1398 هـ.
- شیخ طوسی، محمد بن حسن، اختیار معرفه الرجال، قم، مؤسسه آل البيت لاحیاء التراث، 1404 هـ.
- شیخ طوسی، محمد بن حسن، الغیبه، قم، دارالمعارف الاسلامیه، قم، 1411 هـ.
- شیخ طوسی، محمد بن حسن، رجال طوسی، قم، جامعه مدرسین، 1415 هـ.
- شیخ طوسی، محمد بن حسن، فهرست کتب الشیعہ و اصولهم و اسماء المصنفین و اصحاب الاصول، تصحیح: عبدالعزیز طباطبائی، قم، مکتبه المحقق الطباطبائی، 1420 هـ.
- شیخ طوسی، محمد بن حسن، الفهرست، قم، انتشارات فقاہت، چاپ اول، 1417 هـ.
- شیخ طوسی، محمد بن حسن، تہذیب الاحکام، تصحیح: حسن موسوی خراسان، قم، دارالکتب الاسلامیہ، 1407 هـ.
- شیخ عباس قمی، الانوار البہیہ، تحقیق: مہدی باقر القرشی، قم، جامعه مدرسین، 1417 هـ.
- شیخ مفید، محمد بن محمد بن نعمان، الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد، کنگرہ شیخ مفید، 1413 هـ.
- طبرسی، حسن بن فضل، مکارم الاخلاق، قم، الشریف الرضی، 1412 هـ.
- طبرسی، فضل بن حسن، اعلام الوری باعلام الہدی، مشهد، آل البيت، 1417 هـ.
- طبرسی، فضل بن حسن، الاحتجاج علی اهل اللجاج، تصحیح: محمدباقر خراسان، مشهد، نشر مرتضی، 1403 هـ.
- طبری، محمد بن جریر بن رستم، دلائل الامامہ، قم، بعثت، 1403 هـ.
- عاملی، حسن بن زین الدین، التحریر الطاوسی، تحقیق: فاضل جواہری، قم، کتابخانہ آیت اللہ مرعشی، 1411 هـ.
- عطاردی، عزیزاللہ، مسندالامام کاظم ابی الحسن موسی بن جعفر علیہما السلام، مشهد، آستان قدس رضوی، 1409 هـ.
- فاضل مقداد، مقداد بن عبداللہ، ارشاد الطالبین الی نہج المسترشدین، تحقیق: مہدی رجایی، قم، کتابخانہ عمومی حضرت آیت اللہ العظمی مرعشی نجفی، 1405 هـ.
- قرشی، باقر شریف، حیاۃ الإمام موسی بن جعفر علیہما السلام، تحقیق: مہدی باقر القرشی، 1429 هـ.
- قرشی، باقر شریف، حیاۃ الامام موسی بن جعفر علیہما السلام، بیروت، دار البلاغۃ، 1413 ق / 1993 م.
- کشی، محمد بن عمر، تصحیح: محمد بن حسن طوسی و حسن مصطفوی، مشهد، مؤسسہ نشر دانشگاه مشهد، 1409 هـ.
- کعبی، علی موسی، الامام موسی بن کاظم علیہ السلام سیرہ و تاریخ، بی جا، مؤسسہ الرسالہ، 1430 هـ.
- کلینی، محمد بن یعقوب، الکافی، تصحیح: علی اکبر غفاری و محمد آخوندی، تهران، دارالکتب الاسلامیہ، 1407 هـ.
- مامقانی، عبداللہ، تنقیح المقال فی علم الرجال، قم، موسسۃ آل البيت (ع) لاحیاء التراث، 1423 هـ.

- مجلسی، محمدباقر، بحارالانوار، بیروت، داراحیاء التراث العربی، 1403 هـ.
- مروزی، موسی بن ابراهیم، مسند الامام موسی بن جعفر، در فصلنامه علم حدیث، شماره 15، قم، دانشگاه قرآن و حدیث، 1425 هـ.
- مسعودی، علی بن حسین، اثبات الوصیه، ترجمه: محمدجواد نجفی، تهران، انتشارات اسلامی، 1362 ش.
- مقدسی، یدالله، تاریخ ولادت و شهادت معصومان، قم، دفتر تبلیغات حوزه علمیه قم، 1391 ش.
- نجاشی، احمد بن علی، رجال نجاشی، قم، جامعه مدرسین حوزه علمیه قم، 1365 ش.
- نصر اصفهانی، اباذر، کتاب‌شناسی کاظمین، تهران، نشر مشعر، 1393 ش.
- نوبختی، حسن بن موسی، فرق الشیعہ، بیروت، دارالاضواء، 1404 هـ.
- یعقوبی، احمد بن ابی یعقوب، تاریخ الیعقوبی، بیروت، دارصادر، 1358 هـ.